

الاحادیث الاربعین
فی فضل جهاد غزة و فلسطین

معرکہ طوفان الاقصیٰ

احادیث وآثار کی روشنی میں

کامران سعید احسانی رشادی
استاذ مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، چکمگلور

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن
چکمگلور

الاحادیث الاربعین
فی فضل جهاد غزة و فلسطین



معرکۂ طوفان الاقصیٰ

احادیث وآثار کی روشنی میں

کامران سعید احسانی رشادی
استاذ مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، چکمگلور

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن چکمگلور

نام کتاب: معرکۂ طوفان الاقصیٰ احادیث وآثار کی روشنی میں

مؤلف: کامران سعید احسانی رشادی۔

تعداد صفحات: ۴۸۔

سن طباعت: جمادی الثانیہ ۱۴۴۵ مطابق دسمبر 2023

ناشر: مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، چکمگلور۔

رابطہ نمبر: 8050301900

انتساب

خوش نصیبوں کے خوش نصیب شہر غزہ کے نام، شہدائے غزہ کے نام، مجاہدین غزہ کے نام، متأثرین غزہ کے نام، اطفالِ غزہ کے نام اور خواتین غزہ کے نام جنہوں نے اکیسویں صدی کی غافل اور بزدل امت کو ایمان ویقین کا وہی سبق دوبارہ یاد دلایا جو سبق چودہ سو سال قبل محمد عربی ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو بدر کے میدان میں پڑھایا تھا۔

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	مسجد اقصیٰ، مقدس سرزمین، بازیابی کی جنگ	۷
۲	باب:۱۔غزہ کے فضائل میں۔	۹
۳	بیت المقدس کا محافظ شہر غزہ	۹
۴	غزہ کی سکونت۔حدیث شریف:۱	۱۱
۵	غزہ اور عسقلان کے لئے بشارت۔حدیث شریف:۲	۱۲
۶	غزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جائے ولادت	۱۳
۷	غزہ میں سیدنا ہاشم کی وفات اور تدفین۔حدیث شریف:۳	۱۳
۸	غزہ سے امام شافعیؒ کا قلبی ربط وتعلق	۱۴
۹	عسقلان اور غزہ	۱۵
۱۰	رباطِ عسقلان افضل ترین رباط۔حدیث شریف:۴	۱۶
۱۱	جنت میں شہدائے عسقلان۔حدیث شریف:۵	۱۷
۱۲	فتنوں کے وقت عافیت والے۔حدیث شریف:۶	۱۸
۱۳	عسقلان میں ایک دن اور رات کا رباط۔حدیث شریف:۷	۲۰
۱۴	شہدائے عسقلان کے لئے رحمت کی دعا۔حدیث شریف:۸	۲۰
۱۵	حدیث شریف:۹	۲۱
۱۶	حدیث شریف:۱۰	۲۱

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱۷	باب: ۲۔ بیت المقدس کے فضائل میں۔	۲۳
۱۸	بیت المقدس کے مجاہد۔ حدیث شریف: ۱۱	۲۳
۱۹	مسجد اقصیٰ کی بنیاد۔ حدیث شریف: ۱۲	۲۵
۲۰	قبلۂ اول۔ حدیث شریف: ۱۳	۲۵
۲۱	وہ تین مساجد جن کا سفر باعث اجر۔ حدیث شریف: ۱۴	۲۶
۲۲	مسجد اقصیٰ کی ایک نماز۔ حدیث شریف: ۱۵	۲۷
۲۳	حضرتِ سلیمان علیہ السلام کی دعا۔ حدیث شریف: ۱۶	۲۸
۲۴	میمونہ بنت سعدؓ کا سوال۔ حدیث شریف: ۱۷	۲۸
۲۵	مقام اسراء۔ حدیث شریف: ۱۸	۲۹
۲۶	امامتِ انبیاء۔ حدیث شریف: ۱۹	۳۰
۲۷	زمین کا ایک ٹکڑا دنیا ومافیہا سے بہتر۔ حدیث شریف: ۲۰	۳۱
۲۸	باب: ۳۔ ملکِ شام کے فضائل میں۔	۳۲
۲۹	ملکِ شام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ حدیث شریف: ۲۱	۳۲
۳۰	پسندیدہ سرزمین اور پسندیدہ بندے۔ حدیث شریف: ۲۲	۳۳
۳۱	بہترین لوگ ملکِ شام جائیں گے۔ حدیث شریف: ۲۳	۳۴
۳۲	شام اور اہلِ شام اللہ کی حفاظت میں۔ حدیث شریف: ۲۴	۳۴
۳۳	ملکِ شام کے لئے برکت کی دعا۔ حدیث شریف: ۲۵	۳۵

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۳۴	ملکِ شام میں ابدال رہتے ہیں۔حدیث شریف:۲۶	۳۶
۳۵	دورِ فتن میں ایمان ملکِ شام میں ہوگا۔حدیث شریف:۲۷	۳۷
۳۶	ایمان والوں کا مرکز ملکِ شام میں ہوگا۔حدیث شریف:۲۸	۳۷
۳۷	اہلِ شام تمام کے تمام مرابط ہیں۔حدیث شریف:۲۹	۳۷
۳۸	اہلِ شام زمین میں اللہ کا درہ ہیں۔حدیث شریف:۳۰	۳۸
۳۹	باب:۴۔جہاد ورباط کے فضائل میں۔	۳۹
۴۰	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمنائے شہادت۔حدیث شریف:۳۱	۳۹
۴۱	کون سب سے افضل؟ حدیث شریف:۳۲	۳۹
۴۲	مجاہد فی سبیل اللہ کی جنت۔حدیث شریف:۳۳	۴۰
۴۳	جنت تلواروں کے سائے میں۔حدیث شریف:۳۴	۴۱
۴۴	اللہ کے راستے میں تھوڑی دیر قتال کرنا۔حدیث شریف:۳۵	۴۱
۴۵	مجاہد کے ساتھ اللہ کی مدد۔حدیث شریف:۳۶	۴۲
۴۶	وہ رات جو شب قدر سے بھی افضل۔حدیث شریف:۳۷	۴۳
۴۷	اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط۔حدیث شریف:۳۸	۴۳
۴۸	جامِ شہادت نوش کرنا کتنا آسان۔حدیث شریف:۳۹	۴۴
۴۹	جو صدق دل سے شہادت مانگے۔حدیث شریف:۴۰	۴۴
۵۰	ہم کیا کریں۔؟	۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد اقصیٰ، مقدس سرزمین، بازیابی کی جنگ

مسجد اقصیٰ کے تعلق سے اسلام اور مسلمانوں کا موقف نہایت صاف، واضح اور مضبوط ہے اس میں کسی قسم کی کمی، کوتاہی یا لاپرواہی کی گنجائش نہیں۔ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جانے والی دوسری مسجد ہے۔ حرمین شریفین کے بعد مسلمان اسی مسجد کا قصد کرتے ہیں۔ معراج کی رات پیغمبر اسلام ﷺ اسی مسجد میں تشریف لائے تھے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی تھی اور یہیں سے آسمانوں کی جانب معراج کے سفر پر تشریف لے گئے۔

مسجد اقصیٰ کی سرزمین حشر ونشر کی زمین ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا مسکن ہے۔ ابدال کی منزل ہے۔ اولیاء اللہ کا معدن ہے۔ اس کی قدر ومنزلت بلند وبالا ہے۔ اس کی عظمت اور تقدیس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس کی آزادی کے لیے جہاد ہمارا فریضہ ہے، اور اسی میں ہماری عزت ہے۔ اس کی جانب سے لاپرواہی ذلت ہے۔

لٰہذا مسجد اقصیٰ اور ارضِ فلسطین کی جنگ کوئی عام جنگ نہیں جس کا مقصد فقط کسی ملک کی آزادی یا سرحد کا دفاع ہو؛ بلکہ یہ ایک مقدس جہاد ہے جو عقیدے اور نظریے کا جہاد ہے۔ جو شخص اس جنگ کو اس سے ہٹ کر کسی اور زاویہ نظر سے دیکھتا ہے وہ جاہل ہے۔ یہودی دشمن خود اس جنگ کو نظریے کی جنگ سمجھتا ہے، مذہب اور عقیدے کی جنگ مانتا ہے؛ مگر افسوس کہ آج بھی بہت سے روشن خیال اور نام نہاد مسلمان اس کو فلسطینیوں کی زمینی لڑائی یا عربوں کی قومی جنگ خیال کرتے ہیں۔

۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی حکومت بننے سے لے کر اب تک جتنی عرب اسرائیل جنگیں

ہوئیں وہ سب قومی نظریے کے ساتھ لڑی گئیں، دینی یا اسلامی نظریہ ان میں مفقود تھا۔ نتیجتاً ہر بار عربوں کو ہزیمت اور شکست ہوئی اور اسرائیل جنگیں جیتتے ہوئے قبضہ بڑھاتا گیا۔ لہٰذا مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لئے ایسے مقدس جہاد کی ضرورت تھی جو خالص دینی اور اسلامی عقیدے سے معمور ہو۔ زمینی یا قومی نظریے سے مخمور نہ ہو۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے سزاوار ہیں جس نے آج اس مادہ پرست اور پرفتن دور میں مسجد اقصیٰ اور اس کی مقدس سرزمین کی بازیابی کے لئے چند ایسے جیالوں کو بیدار فرمایا جو خالص دینی اور مذہبی جذبے سے سرشار ہیں۔ یہودی قوتوں کے آگے سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ ساری دنیا نے دیکھا کہ ان کے طوفان (طوفان الاقصیٰ) نے کیسے یہود کی اس طاقت کے پرخچے اڑادئے جس سے دنیا کی طاقتور ترین مملکتیں مرعوب تھیں۔ اور کس طرح دشمن کی انٹیلی جنس کے اس نظام کو ناکام کیا جو جاسوسی کا سب سے مضبوط نظام سمجھا جاتا تھا۔

سلام ہو حماس کے مجاہدین پر! سلام ہو اہلِ غزہ پر! سلام ہو فلسطین کے ان بہادر مسلمانوں پر جنہوں نے اسرئیلیوں کے بنے ہوئے سارے جال کو تہس نہس کر دیا۔ آج ساری دنیا ان اسرئیلیوں پر ہنس رہی ہے۔ ان کی انٹیلی جنس کا مذاق اڑا رہی ہے۔ ان کے دفاعی نظام پر قہقہہ لگا رہی ہے۔ سبحان اللہ۔ اے اہلِ غزہ! تمہیں آفریں۔ تمہارے اِس جہاد کو آفریں، صد آفریں۔

دنیا کے کسی کونے میں بسنے والے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کا دل بھی ضرور بالضرور اس یقین سے معمور ہوگا کہ جس جہاد کے اندر خالص دینی روح کارفرما ہو اس میں نصرتِ خداوندی یقینی طور پر شامل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس کلام میں مؤمنین سے اس بات کا وعدہ فرمایا "یا ایھا الذین آمنوا ان تنصر و ا اللہ ینصر کم ویثبت اقدامکم" (سورۃ محمد:۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی اللہ کے دین کی مدد کرو گے) تو اللہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جمادے گا۔اسی طرح ارشاد فرمایا: "قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مؤمنین" (سورۃ التوبۃ: ۱۴) ان سے جنگ کروتا کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے، انہیں رسوا کرے، ان کے خلاف تمہاری مدد کرے اور مؤمنوں کے دل ٹھنڈے کردے۔

بندۂ ناچیز نے ایمان ویقین کے ان ہی جذبات واحساسات کے ساتھ احادیث وآثار پر نظر ڈالی تو لسانِ نبوت سے صادر ہونے والی بشارتوں کے اک انبار سے دل ودماغ شاداں وفرحاں ہو گئے، اذعان وایقان میں اضافہ ہوا۔اور مایوسی وناامیدی چھٹ گئی۔ یہیں سے ارادہ ہوا کہ صادق ومصدوق ﷺ کے اِن ارشاداتِ عالیہ کو جمع کردوں تو یہ آج کے ان نازک حالات میں حیران وپریشان امت کے لئے تسلی کا سامان ہوگا۔اور یہ ناچیز بھی اس کی بدولت انگلی کٹا کر شہید کہلانے والوں کی صف میں کھڑا ہو سکے گا۔وما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت والیہ انیب۔

باب : ۱۔غزہ کے فضائل میں۔

بیت المقدس کا محافظ شہر غزہ

غزہ ایک قدیم فلسطینی شہر ہے، جو بحیرۂ روم کے ساحل پر واقع ہے۔اس کا کل رقبہ محض ۳۶۵ مربع کلومیٹر ہے۔جبکہ اس کی آبادی تیئیس لاکھ سے متجاوز ہے۔اس کے دو طرف فلسطین کے وہ شہر ہیں جن پر اسرئیل کا ناجائز قبضہ ہے تو ایک طرف مصری سرحد ہے اور ایک طرف ساحل سمندر۔ساحل سمندر کی نقل وحرکت اور آمدورفت بھی اسرئیل کی مرضی کی پابند ہے۔مصری سرحد کا کھلنا اور بند ہونا بھی اسرئیل کی اجازت پر موقوف ہے۔اسرئیل

کی اجازت کے بغیر غزہ کے باشندے نہ باہر جاسکتے ہیں نہ اندر آسکتے ہیں۔ اور نہ ہی سامان برآمد یا درآمد کرسکتے ہیں۔ اسی لئے غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی اوپن ائیر جیل کہا جاتا ہے۔ وہاں کے باشندے بجلی، ایندھن، اور اشیائے خورونوش سمیت زندگی کی تمام ضروریات کے لئے اسرئیل کی اجازت کے پابند ہیں۔ اسرئیل جب چاہتا ہے ان پر بمباری کرتا ہے۔ ان سب حالات کے باوجود وہاں کے نہتے مگر غیور مسلمان اسرئیل کے خلاف تسلسل کے ساتھ جہاد کی تیاری کرتے ہیں اور موقع پاکر چھوٹی بڑی جہادی کارروائیاں انجام دیتے رہتے ہیں۔

یہ سرفروش جیالے ابتداءً ہاتھ میں پتھر لے کر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کے مطابق ترقی کرتے کرتے آج میزائل، ڈرون اور اینٹی ٹینک ہتھیاروں کے مالک ہیں۔ ان لوگوں کی ایک عظیم ترین تنظیم ہے، جو حماس کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ حماس ”حرکۃ المقاومۃ الاسلامیۃ“ کا مخفف ہے۔ حماس کے بانی شیخ احمد یاسین تھے۔ جو کہا کرتے تھے کہ کمزور ہمیشہ کمزور نہیں رہتا۔ حماس مغربی کنارہ میں بھی مقبول ہے۔ وہاں اس نے ۲۰۰۶ء میں انتخابات بھی جیت لئے تھے لیکن امریکہ اور اسرئیل نے اس کی حکومت بننے نہیں دی۔ البتہ غزہ کے اندر حماس ہی کا اقتدار ہے۔ حماس عسکری اعتبار سے بھی بہت فعال ہے۔ اس کی ایک عسکری شاخ کتائب الشہید عزالدین القسام یا القسام بریگیڈ کے نام سے دنیا بھر میں معروف ہے۔

حماس کا بنیادی نصب العین مسجد اقصیٰ اور ارض مقدس فلسطین سے صہیونیوں کے ناپاک قبضے کو ختم کر کے ایک آزاد فلسطینی ریاست کا قیام ہے۔ اپنے اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے حماس ناجائز اسرئیلی ریاست کے خلاف وقتاً فوقتاً مختلف عسکری کارروائیاں کرتا رہتا ہے۔ اس کے جواب میں اسرئیل غزہ کے عام شہریوں پر وحشت ناک بمباری

کرتا ہے جوکہ قانون جنگ کے جرائم میں سے ہے۔اس کے نتیجے میں اب تک غزہ کے ہزاروں مسلمان بچوں، بزرگوں اور عورتوں سمیت جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں۔

حماس نے اپنی جہادی ترتیب کے لئے غزہ شہر کے نیچے سرنگوں کا ایک وسیع نظام تیار کیا ہے۔ یہ سرنگیں ۳۰ فٹ سے لے کر ۸۰ فٹ تک کی گہرائی میں بنی ہوئی ہیں۔ان کی لمبائی مختلف اندازوں کے مطابق ۴۰۰ سے ۵۰۰ کلومیٹر ہے۔یہی سرنگیں ان کے مجاہدین کا ٹھکانہ ہیں۔یہی ان کے اسلحوں کے گودام ہیں۔ان ہی سرنگوں سے دشمن کے علاقوں پر میزائل داغے جاتے ہیں اور یہیں سے اسرئیلی فورسز کو تاک کر ان پر حملہ کیا جاتا ہے۔

اہلِ غزہ اوران کے مجاہد اگر چاہیں تو مسجدِ اقصیٰ اور ارض مقدس کے قضیے سے سبکدوش ہوکر آسائش وآرام اور تعیش وتنعم کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔لیکن ان صابر وشاکر بندوں نے دنیوی چین وسکون پر آخرت کی لامحدود نعمتوں کو ترجیح دی اور جہاد کے اس عظیم راستے کا انتخاب کیا جس کا نتیجہ یا تو شہادت عظمیٰ ہے یا فتح مبین۔ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

غزہ کی سکونت

حدیث شریف: ۱

عن ابن الزبیر رضی اللّٰہ عنہ (یرفعہ کما قال السیوطی علیہ الرحمۃ فی الاتحاف) طُوْبیٰ لِمَنْ اَسْکَنَہُ اللّٰہُ اِحْدیٰ الْعَرُوسَیْنِ، عَسْقَلَانَ اَوْ غَزَّۃَ۔(کنز العمال۔ج:۲/ص:۲۸۹،اتحاف الاخصا۔ج:۲/ ص:۱۲۹،الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل۔ج:۲/ص:۱۳۶۔)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: برکت اور سعادت ہے اس شخص کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ دو عروسوں (دلہنوں) میں سے کسی ایک میں ٹھہرائے یعنی عسقلان یا غزہ میں

رہائش کی توفیق دے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث شریف میں غزہ اور عسقلان کے خوش نصیب باشندوں کے لئے برکتوں اور سعادتوں کی بشارت دی گئی ہے۔ فیض القدیر میں علامہ عبدالرؤوف المناویؒ نے لکھا ہے: "ھٰذا تنویہ عظیم بفضل البلدین و ترغیب فی السکنیٰ بھما" کہ یہ حدیث شریف ان دو شہروں کی عظمت و فضیلت بیان کرتی ہے اور اس میں ان دو مبارک شہروں میں سے کسی ایک میں سکونت اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (فیض القدیر ج: ۴/ص: ۲۷۶) آج ہر کوئی اہلِ غزہ کے اندر اس برکت و سعادت کے آثار ملاحظہ کر سکتا ہے۔ اسرائیلی ظلم و تشدد کے بالمقابل صبر و استقامت اور ثابت قدمی کا ثبوت دینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

غزہ اور عسقلان کے لئے بشارت

حدیث شریف: ۲

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: أُبَشِّرُكُمْ بِالْعَرُوسَيْنِ، غَزَّةَ وَعَسْقَلَانَ۔

(معجم البلدان۔ ج: ۴/ص: ۱۳۸۔ آثار البلاد للقزوینی۔ ص: ۲۲۷، ۲۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں دو عروسوں کی بشارت سناتا ہوں، ایک غزہ اور دوسرا عسقلان۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں غزہ اور عسقلان کو عروس کے لفظ سے تعبیر کر کے بشارت سنائی گئی ہے۔ عروس عربی زبان کا لفظ ہے۔ دولہا یا دلہن کو عروس کہتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں ان شہروں کو عروس کہنے کی توضیح ایک دوسری حدیث سے سمجھی جا سکتی ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قبرستان

والوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ ان قبرستان والوں کے حق میں رحمت کی دعا فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے لئے بہت دعا فرمائی۔ آپ ﷺ سے ان قبرستان والوں کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عسقلان کے شہداء کے قبرستان والے ہیں۔ انہیں جنت میں اس طرح آراستگی کے ساتھ داخل کیا جائے گا جس طرح دلہن کو دولہا کے پاس داخل کیا جاتا ہے۔ (مسند ابو یعلیٰ: ۱۷۵) اس حدیث میں عسقلان کا ذکر ہے۔ عسقلان اور غزہ ایک دوسرے سے متصل دو جڑواں شہر ہیں۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ غزہ صدیوں تک عسقلان کے ماتحت رہا۔ اس لئے جو احادیث عسقلان کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں وہ غزہ کو بھی اپنے اندر شامل کر لیتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

غزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جائے ولادت

شہر غزہ کو جلیل القدر پیغمبر سیدنا سلیمان علیہ السلام کی جائے ولادت ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ابو الیمن علیمی نے اپنی کتاب "الانس الجلیل" میں لکھا ہے کہ غزہ کے لئے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام اور امام شافعیؒ کی جائے پیدائش ہونے کے سوا کوئی شرف نہ ہوتا تو بھی اس کے قابلِ فخر اور محترم و مکرم ہونے کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

وفیها ولد سلیمان بن داوٗد علیهما السلام۔ ولو لم یکن لغزة من الفخر الا مولد النبی سلیمان والا مام الشافعی بها لکفا ها۔ (الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل۔ ج:۲، ص:۱۳۶)

غزہ میں سیدنا ہاشم کی وفات اور تدفین

حدیث شریف: ۳

عَنْ عبداللّٰہ بن نوفل بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ قال: خَرَجَ هَاشِم فِی اَصْحَابِه

اِلیٰ الشَّامِ حَتّٰی بَلَغَ غَزَّۃَ، فَاشْتَکیٰ فَاَقَامُوْا عَلَیْہِ حَتّٰی مَاتَ، فَدَفَنُوْہُ بِغَزَّۃَ وَرَجَعُوْا بِتَرِکَتِہٖ اِلیٰ وَلَدِہٖ۔ (طبقات ابن سعد۔ج:۱/ص:۶۰)

ترجمہ: عبداللہ ابن نوفل بن حارثؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پردادا سید ہاشم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام تشریف لے گئے۔ جب شہرِ غزہ پہنچے تو وہ بیمار ہو گئے۔ لہٰذا ان کے ساتھی وہیں ٹھہر گئے، حتّٰی کہ ہاشم کی وفات ہو گئی۔ تو انہیں غزہ ہی میں دفن کیا اور ان کا ترکہ ان کی اولاد کو پہنچایا۔

فائدہ: قریش تجارت پیشہ لوگ تھے۔ سامان تجارت لے کر ملکِ شام، حبشہ اور یمن جایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے جدامجد سیدنا ہاشم قریش کے سردار تھے۔ انہوں نے قیصر روم سے قریش کے لئے ملک شام میں سفر کی امان حاصل کی، اور قریش کے لئے تجارتی سامان پر لگنے والا محصول بھی معاف کروایا۔ اس کے بعد قریش کثرت سے شام جانے لگے۔ سید ھاشم خود بھی ایک تجارتی قافلہ لے کر ملک شام گئے اور متعدد شہروں سے گذرتے ہوئے شہر غزہ پہنچے۔ وہاں ان کی طبیعت بگڑی اور کچھ دن بعد انتقال ہو گیا۔ ان کے ساتھیوں نے انہیں وہیں دفن کر دیا۔

غزہ میں سید ھاشم کی طرف منسوب ایک تاریخی مسجد بھی موجود ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسی کے آس پاس سید ھاشم کی قبر ہے۔ سید ھاشم کے اس تعلق کی بنا پر غزہ کو ان کی طرف منسوب کر کے غزۂ ھاشم بھی کہا جاتا ہے۔

غزہ سے امام شافعیؒ کا قلبی ربط و تعلق

غزہ کو ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ یہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ جیسے عظیم المرتبت فقیہ کبیر، چار مقبول و معروف ائمہ و مجتہدین میں سے ایک اور اصولی شخصیت کی پیدائش کا

شہر ہے۔ وکفا ھامعجزاانھا مولدالامام محمد بن ادریس الشافعی۔ (آثار البلاد للقزوینی۔ص:۲۲۷) وہاں سے امام شافعیؒ اپنی کم سنی ہی میں حجاز مقدس منتقل ہو گئے تھے۔ مگر اس شہر سے انہیں جو قلبی تعلق تھا اس کے اظہار میں انہوں نے درج ذیل اشعار کہے۔

وانی لمشتاق الیٰ ارض غزۃ★وان خاننی بعد التفرق کتمانی۔

میں ارضِ غزہ کا مشتاق ہوں اگرچہ جدائی کے بعد میرے کتمان نے اس اشتیاق سے خیانت کی ہے۔

سقی اللہ ارضا لو ظفرت بتربھا★کحلت بہ من شدۃ الشوق اجفانی۔

اللہ اسے تروتازہ رکھے اگر اس کی مٹی مجھے مل جائے تو شدت شوق سے اپنی پلکوں کا سرمہ بنالوں۔

(دیوان شافعی مترجم:ص ۲۳۴)

عسقلان اور غزہ

عسقلان اور غزہ بحیرۂ روم کے ساحل پر موجود فلسطین کے دو قدیم جڑواں شہر ہیں۔ عسقلان غزہ کے شمال مشرق میں واقع ہے، جس پر اسرائیل کا قبضہ ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت معاویہؓ نے یہ دونوں شہر فتح کئے تھے۔ فتح اسلامی سے لے کر صلیبی جنگوں تک (تقریباً چار صدیاں) غزہ عسقلان کے ماتحت تھا، اور اسے غزۂ عسقلان کہا جاتا تھا۔ اسی لئے امام شافعیؒ کی جائے ولادت کے سلسلے میں دو روایتیں ہیں: ایک غزہ کی روایت ہے دوسری عسقلان کی۔ روایتوں کے اس اختلاف کی وجہ یہی ہے کہ بسا اوقات غزہ کو عسقلان کے ماتحت ہونے کی وجہ سے عسقلان ہی کہہ دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ آج بھی بہت سے شہر پاس میں موجود کسی دوسرے شہر کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ لہٰذا احادیث وآثار میں عسقلان کے جو فضائل مذکور ہیں وہ غزہ کو بھی حاصل ہوں گے۔ کانت غزۃ منذ الفتح الاسلامی

حتّٰی الغزو الصلیبی تابعة لعسقلان وعرفت بغزة عسقلان۔ (الحیاة العلمیة فی غزة وعسقلان۔ ص: ۴)

رباطِ عسقلان افضل ترین رباط

حدیث شریف: ۴

عَنْ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَوَّلُ ھٰذَا الْاَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ یَکُوْنُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکاً وَرَحْمَةً، ثُمَّ یَکُوْنُ اِمَارَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ یَتَکَادَمُوْنَ عَلَیْهِ تَکَادُمَ الْحُمُرِ، فَعَلَیْکُمْ بِالْجِهَادِ۔ وَاِنَّ اَفْضَلَ جِهَادِکُمُ الرِّبَاطُ، وَاِنَّ اَفْضَلَ رِبَاطِکُمْ عَسْقَلَانُ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی رقم: ۱۰۹۸۲)

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کا پہلا دور نبوت اور رحمت ہے۔ پھر خلافت اور رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی۔ پھر امارت اور رحمت ہوگی۔ اس کے بعد کے لوگ حکومت کے لئے گدھوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے، ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اس وقت تم پر جہاد کرنا فرض ہوگا۔ سب سے بہترین جہاد رباط یعنی سرحدوں کی حفاظت ہے، اور سب سے بہترین رباط عسقلان کا رباط ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع الکلم کی نعمت عظمیٰ دی گئی، دیگر حدیثوں کی طرح یہ حدیث بھی اس کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں کی تاریخ کو مختصر الفاظ میں سمیٹ دیا۔ پھر جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حرف بہ حرف ویسا پورا ہوا۔ آج تقریباً سارے عالم اسلام کی یہ حالت ہے کہ ہرجگہ

حکومت کی خاطر جنگ جاری ہے، بغاوتیں ہو رہی ہیں، سازشیں چل رہی ہیں، مسلم حکومتیں خود آپس میں ایک دوسرے کے خلاف اپنے حقیقی دشمنوں کا تعاون لے رہی ہیں۔ مسلم حکمران خود مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے دشمن کی مدد کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان حالات میں تم پر جہاد فرض ہوگا۔ اور سنو! سب سے افضل جہاد اسلامی سرحدوں کی چوکیداری ہے۔ اور اس میں بھی افضل عسقلان کے حدود کی حفاظت اور چوکیداری ہے۔

آج جب یہودی دشمن عالم اسلام کے سینے پر چڑھ کر اس کے قلب کی حیثیت رکھنے والی مقدس سرزمین پر قابض ہو چکا ہے۔ اور سارا عالم اسلام اپنے داخلی نزاعات میں محصور ہے۔ تو ساری دنیا کے اندر اس ناجائز قبضے کے خلاف جہاد کا مقدس فریضہ انجام دینے والے اور پوری قوت کے ساتھ ان مقدس شہروں اور سرحدوں کی بازیابی کے لئے جان کی بازی لگانے والے صرف اور صرف اس مبارک ومسعود شہر کے خوش نصیب مجاہد ہیں جن کے جہاد ورباط کی افضلیت رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارک میں ساڑھے چودہ سو سال قبل پوری تعیین کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ سبحان اللہ۔ ہمیں بھی اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے خواہ عملاً ہو یا قلماً ولساناً۔ کسی بھی طرح ان کا تعاون کرنے کی جدوجہد ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔

جنت میں شہدائے عسقلان

حدیث شریف: ۵

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عَسْقَلَانُ اِحْدَى الْعَرُوْسَيْنِ، يُبْعَثُ مِنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ، وَيُبْعَثُ مِنْهَا

خَمْسُوْنَ اَلْفاً شُہَدَاءَ وُفُوْداً اِلَی اللّٰہِ، وَبِھَا صُفُوْفُ الشُّہَدَاءِ رُؤُوْسُہُمْ مُقَطَّعَۃٌ فِیْ اَیْدِیْہِمْ تَثُجُّ اَوْدَاجُہُمْ دَماً یَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا اٰتِنَا مَاوَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِکَ (وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ) اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادِ، فَیَقُوْلُ: صَدَقَ عَبِیْدِیْ اِغْسِلُوْھُمْ بِنَہْرِ الْبِیْضَۃِ، فَیَخْرُجُوْنَ مِنْہَا نَقِیّاً بِیْضاً، فَیَسْرَحُوْنَ فِی الْجَنَّۃِ حَیْثُ شَاءُوْا۔ (کنز العمال۔ ج:۱۲/ص:۲۹۰، مسند احمد۔ رقم:۱۲۸۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عسقلان دو عروسوں (دو دلہن شہروں) میں سے ایک ہے۔ قیامت کے دن اس شہر سے ستر ہزار لوگ ایسے اٹھائے جائیں گے جن کا حساب نہیں ہوگا۔ اور پچاس ہزار شہداء اٹھائے جائیں گے جو جماعت در جماعت اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گے۔ نیز وہاں شہدائے کرام کی صفیں ہوں گی جن کے کٹے ہوئے سر ان کے ہاتھوں میں ہوں گے، ان کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ کہہ رہے ہوں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمیں وہ سب عطا فرمائیے جس کا وعدہ آپ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہم سے کیا ہے (اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے۔) یقیناً آپ وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کیا کرتے۔ پس اللہ پاک فرمائیں گے: میرے بندوں نے سچ کہا۔ انہیں نہرِ بیضہ میں غسل دو۔ پس وہ نہر بیضہ میں غسل کر کے صاف، ستھرے اور سفید بن کر نکلیں گے۔ پھر جنت کے اندر جہاں چاہے وہاں جائیں گے۔

فتنوں کے وقت عافیت والے

حدیث شریف:۶

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ فَقَالَ: عَلَیْکَ بِالشَّامِ

ثُمَّ الْزِمْ مِنَ الشَّامِ عَسْقَلَانَ۔ فَاِنَّهَا اِذَا دَارَتْ الرَّحی فِيْ اُمَّتِيْ كَانَ اَهْلُهَا فِيْ رَخَاءٍ وَعَافِيَةٍ۔ (المعجم الاوسط للطبرانی۔ رقم: ۲۶۷۹، کنز العمال۔ ج: ۱۲/ص: ۲۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی معناً۔ رقم: ۱۱۱۴۹)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کے راستے میں قتال کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں شام جانا چاہئے۔ پھر شام میں سے عسقلان چلے جانا چاہئے۔ اس لئے کہ جب میری امت میں فتنوں کی چکی گھومے گی تو عسقلان کے لوگ (ان فتنوں سے محفوظ رہ کر) راحت اور عافیت میں ہوں گے۔

فائدہ: آج ہر صاحب بصیرت انسان لسانِ اقدس سے نکلنے والی اس پیشین گوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب دیگر قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے برتنوں پر ٹوٹتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا: کیا اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! تم اس وقت بہت ہوگے۔ لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کی جھاگ کے مانند ہوگی۔ اللہ پاک تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔ کسی نے کہا: وہن کیا چیز ہے اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: وہن دنیا کی محبت اور موت کا خوف ہے۔ (سنن ابو داؤد: ۴۲۹۷)

کیا آج ہماری حیثیت تعداد کی کثرت کے باوجود سیلاب کی جھاگ کے مانند نہیں ہو چکی؟ اسرئیل کے تشدد اور بربریت کے خلاف ستاون اسلامی ملکوں کے سربراہان کا اجتماع ہوتا ہے لیکن زبانی جمع خرچ کے علاوہ کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور اسرئیل کے کان میں جوں تک نہیں رینگتی۔ لیکن سلام ہو عسقلان کے شہر غزہ کے باسیوں پر! ان کے خوف سے

یہودی کانپ رہے ہیں۔اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ان کی دہشت سے سارا عالمِ کفر لرزاں ہے۔ساری دنیا کے کافر حکمراں الکفرُ ملۃٌ واحدۃٌ کے مطابق مجاہدین کے حملوں سے حیران اور انگشت بدندان ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جب ساری دنیا فتنوں کی چکی میں پس رہی ہوگی تو عسقلان والوں کو عافیت حاصل ہوگی۔آج ہر کوئی اسے محسوس کر سکتا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان دنیا کی محبت اور موت کے خوف میں محبوس ہیں۔اور عسقلان کے شہر غزہ کے قدسی صفت مسلمان وہن سے بری ہو کر دنیا کو لات مارتے ہوئے موت سے گلے لگا رہے ہیں۔ اللہم تقبل شہادتہم۔

عسقلان میں ایک دن اور رات کا رباط

حدیث شریف:۷

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ رَابَطَ بِعَسْقَلَانَ یَوْماً وَلَیْلَۃً ثُمَّ مَاتَ بَعْدَ ذٰلِکَ بِسِتِّیْنَ سَنَۃً مَاتَ شَہِیْداً۔وَاِنْ مَاتَ فِیْ اَرْضِ الشِّرْکِ۔(کنز العمال۔ج:۱۲/ص:۲۹۰،تاریخ جرجان۔رقم:۳۹۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عسقلان میں ایک دن اور ایک رات کی چوکیداری کی یعنی اسلامی سرحد کی حفاظت کی، پھر اس کے ساٹھ سال بعد مرا تو بھی وہ شہید کی موت مرا۔اگر چہ وہ شرک کی زمین میں مرے۔

شہدائے عسقلان کے لئے رحمت کی دعا

حدیث شریف:۸

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: عن عمر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَھُوَیَذْکُرُاَھْلَ مَقْبَرَۃٍ یَوْماً،قَالَ : فَصَلّٰی عَلَیْھَا، فَاَ کْثَرَ الصَّلٰوۃَعَلَیْھَا۔ قَالَ: فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْھَا۔فَقَالَ:اَھْلُ مَقْبَرَۃِ شُھَدَاءِ عَسْقَلاَ نَ۔ یُزَفُّوْنَ اِلیٰ الْجَنَّۃِ کَمَاتُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلیٰ زَوْجِھَا۔(مسند ابی یعلیٰ:۱۷۵)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو کسی قبرستان والوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔آپ ﷺ ان قبرستان والوں کے حق میں رحمت کی دعا فرمارہے تھے۔آپ نے ان کے لئے بہت دعا فرمائی۔آپ ﷺ سے ان قبرستان والوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عسقلان کے شہداء کے قبرستان والے ہیں۔انہیں جنت میں اس طرح سجا کر اور سنوار کر آراستگی کے ساتھ داخل کیا جائے گا جس طرح دلہن کو دولہا کے پاس (خوبصورت لباس میں) داخل کیا جاتا ہے۔

حدیث شریف:۹

عن اسماعیل بن راجح رضی اللہ عنہ قال:بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:رَحِمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَھْلَ الْمَقْبَرَۃِ۔قَالتْ عَائِشَۃُ رضی اللّٰہ عنھا:اَھْلُ الْبَقِیْعِ،حَتّیٰ قَالَتْھَا ثَلَاثاً۔فَقَالَ:مَقْبَرَۃُ عَسْقَلاَنَ (الاتحاف۔ج:۲/ص:۱۷۱)

ترجمہ: اسماعیل بن راجحؒ سے روایت ہے،فرمایا کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر رحم فرمائے۔ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا:کیا جنت البقیع والے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے تین مرتبہ پوچھا،تو آپ ﷺ نے فرمایا: عسقلان کے قبرستان والے۔

حدیث شریف:۱۰

عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَیَّاش،عن عَطَاءِ الْخُرَاسَانِیِّ قَالَ: بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:یَرحَمُ اللّٰہُ مَقْبَرَۃً تَکُوْنُ بِعَسْقَلاَ نَ۔فَکَانَ عَطَاءُ

يُرَابِطُ بِهَا اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى مَاتَ۔(الاتحاف۔ج:۲/ص:۱۷۱)قال الحافظ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ: و کان عطاء راوی ھٰذا الخبر یرابط بہا کل عام اربعین یوماً حتّٰی مات۔یعنی انہ یستشہد جماعۃ فیدفنون فی مقبرۃ فیہا(فیض القدیر للمناوی۔ج:۴/ص:۲۵)

ترجمہ: اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے، وہ عطاء خراسانیؒ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس قبرستان والوں پر رحم فرمائے جو عسقلان میں ہوگا۔اس حدیث کے راوی حضرت عطاء خراسانیؒ ہر سال چالیس دن عسقلان کے حدود کی چوکیداری کرتے تھے، اسلامی سرحد کی نگہبانی کرتے تھے۔

فائدہ: ۱۔ مذکورہ بالا دونوں روایتوں(۹/۱۰) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عسقلان کے قبرستان والوں کے لئے رحمت کی دعا فرمائی۔مناویؒ نے فیض القدیر میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ وہ جماعت ہوگی جو عسقلان میں شہید ہوگی اور انہیں وہیں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اس رائے کی تائید حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت سے ہوتی ہے جس میں"اھل مقبرۃ شہداء عسقلان" صراحت کے ساتھ ہے کہ جن اہلِ قبرستان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی وہ عسقلان کے شہداء کے قبرستان والے ہیں۔

فائدہ: ۲۔اس حدیث(روایت عطاءؒ) کو علامہ ابن جوزیؒ نے"الموضوعات" میں ذکر کیا ہے۔لیکن اس پر حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے"القول المسدد" میں گرفت فرمائی کہ یہ حدیث شریف فضائلِ اعمال کے قبیل سے ہے جو اسلامی سرحد کی پہرہ داری پر ابھارنے والی ہے۔اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں جو شرعاً یا عقلاً ناممکن ہو۔لہٰذا اس پر باطل ہونے کا حکم لگانا قابلِ اعتبار نہیں۔

اس تعلق سے امام احمد بن حنبلؒ کا طرزِ عمل یہ ہے کہ آپ فضائل والی احادیث میں تسامح فرماتے۔ احکام والی حدیثوں میں تسامح نہیں کرتے۔

نیز اس معنیٰ کی حدیث مسندِ ابی یعلیٰ اور بزار میں سندِ متصل کے ساتھ ان الفاظ میں وارد ہے ان النبی ﷺ استغفر و صلی علی اہل مقبرۃ عسقلان کہ نبی کریم ﷺ نے عسقلان کے قبرستان والوں کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا فرمائی۔

فائدہ ۳: حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ امام سفیان ثوریؒ نے بھی رباطِ عسقلان کے فضائل کی بنا پر چالیس دن عسقلان میں پہرہ داری فرمائی تھی۔ عن الفریابی، قال قدم سفیان الثوری علیہ الرحمۃ ببیت المقدس، فاقام ثلاثۃ ایام و صلی عند باب الرحمۃ و عند محراب داؤد علیہ السلام، و رابط بعسقلان اربعین یوماً۔ (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔ رقم: ۹۶۲۱)

باب: ۲۔ بیت المقدس کے فضائل میں

بیت المقدس کے مجاہد

حدیث شریف: ۱۱

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي، عَلَى الدِّيْنِ ظَاهِرِيْنَ، لِعَدُوِّهِمْ قَاهِرِيْنَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ إِلَّا مَا أَصَابَهُمْ مِنْ لَأْوَاءٍ، حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَيْنَ هُمْ؟ قَالَ: بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَكْنَافِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔ (مسند احمد۔ رقم: ۲۲۳۲۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہر زمانے میں اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے

والے انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا پائیں گے۔ سوائے کچھ سختیوں کے جن کے وہ شکار ہوں گے۔ وہ اسی طرح رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ بیت المقدس میں اور بیت المقدس کے اطراف واکناف میں ہوں گے۔

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی جماعت کی بشارت دی ہے جو اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی۔ یعنی اس امت کا ایک گروہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگا جو دین اسلام کی نصرت کے لئے اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے رہیں گے۔ اور ہر حال میں دشمن کو رسوا کریں گے، خواہ دشمن طاقتور ہو یا کمزور۔ اس جنگ میں مخالفین کی مخالفت سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اس اثناء میں انہیں کچھ سختیاں بھی جھیلنی پڑیں گی۔ لیکن وہ جبلِ استقامت کی طرح سب کچھ برداشت کرتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کریں گے، یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کا حکم (فتح مبین) آ جائے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ بیت المقدس میں اور بیت المقدس کے اطراف واکناف میں ہوں گے۔

یہاں پر میں فقط اتنی وضاحت کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ طوفان الاقصیٰ کے مجاہد شہرِ بیت المقدس میں بھی فعال ہیں۔ اور غزہ جو اس معرکے کا مرکز ہے اس کے اور بیت المقدس کے درمیان صرف ۴۹ میل (۷۹ کلومیٹر) کا فاصلہ ہے۔ اب فیصلہ قارئین کے سپرد ہے کہ وہ خود اپنی بصیرت کا استعمال کرتے ہوئے بیت المقدس اور اس کے اطراف میں اس گروہ کی تلاش کریں جس کی بشارت حضرت نبی کریم ﷺ نے مذکورہ حدیث شریف میں اس قدر وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔

مسجد اقصیٰ کی بنیاد

حدیث شریف: ۱۲

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَىُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِى الْاَرْضِ اَوَّلَ؟ قَالَ: اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔ قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ؟ قَالَ: اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصىٰ۔ قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ (صحیح البخاری۔ رقم: ۳۳۶۶)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد حرام۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ پھر کونسی مسجد؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ پھر پوچھا: ان دونوں کے درمیان کتنے سال کا فاصلہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس سال کا فاصلہ۔

قبلۂ اول

حدیث شریف: ۱۳

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَالْكَعْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَبَعْدَ مَا هَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ صُرِّفَ اِلَى الْكَعْبَةِ (مسند احمد۔ رقم ۲۹۹۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ہجرت سے قبل) مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے بیت المقدس کی سمت رخ کر کے اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ کعبہ آپ ﷺ کے سامنے ہوتا۔ آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد (بھی) سولہ ماہ تک بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی، پھر (آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق) کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔

فائدہ: بیت المقدس کو متعدد انبیائے کرام علیہم السلام کے قبلہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ابتدائے اسلام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ بھی بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبۃ اللہ سے بے پناہ محبت تھی۔ لہٰذا جب تک آپ مکہ مکرمہ میں تھے بیت المقدس کی جانب رخ کر کے اس طرح کھڑے ہوتے کہ کعبہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوتا۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو کعبۃ اللہ جنوب میں ہو گیا اور بیت المقدس شمال میں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی جانب رخ کر کے کھڑے ہوتے تو کعبہ کی جانب رخ نہ کر پاتے۔ اسی طرح سولہ ماہ گذر گئے۔ طبعی طور پر آپ کی خواہش تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنا دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی اشتیاق و انتظار میں کبھی کبھی آسمان کی طرف چہرۂ انور اٹھاتے تھے، بالآخر آیت نازل ہوئی قد نری تقلب وجھک فی السماء، فلنولینک قبلۃ ترضاھا، فول وجھک شطر المسجد الحرام۔ اے پیغمبر ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم تمہارا رخ ضرور اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جو تمہیں پسند ہے۔ لو اب اپنا رخ مسجد حرام کی سمت کر لو۔

وہ تین مساجد جن کا سفر باعثِ اجر

حدیث شریف: ۱۴

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

(صحیح البخاری۔ رقم: ۱۱۸۹)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوائے تین مساجد کے کسی مسجد کے

سفر کے لئے اونٹوں پر پالان نہ کسے جائیں: مسجد حرام، مسجد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور مسجد اقصیٰ۔

فائدہ: مذکورہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کے سفر کرنے اور وہاں جا کر نماز پڑھنے کا کوئی خاص فائدہ یا فضیلت نہیں۔ کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ بقیہ تمام مساجد اجر وثواب کے اعتبار سے برابر ہیں۔ البتہ ان تین مساجد کو دیگر تمام مساجد پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔

مسجد اقصیٰ کی ایک نماز

حدیث شریف: ۱۵

عن انس رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِہٖ بِصَلٰوۃٍ، وَصَلٰوتُہٗ فِی مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ صَلٰوۃً، وَصَلٰوتُہٗ فِیْ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجْمَعُ فِیْہِ بِخَمْسِ مِأَۃِ صَلٰوۃٍ، وَصَلٰوتُہٗ فِیْ الْمَسْجِدِ الْاَقْصیٰ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ، وَصَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَ صَلٰوتُہٗ فِیْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِأَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ۔ (سنن ابن ماجۃ۔ رقم: ۱۴۱۳)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جو نماز اپنے گھر میں پڑھتا ہے وہ ایک نماز کے برابر ہے، اور محلہ کی مسجد میں پڑھی جانے والی ایک نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے، اور جامع مسجد میں پڑھی جانے والی ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے، اور مسجد اقصیٰ میں پڑھی جانے والی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، اور میری مسجد میں پڑھی جانے والی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، اور مسجد حرام میں پڑھی جانے والی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

حدیث شریف:۱۶

عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: لَمَّا فَرَغَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاؤدَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ مِنْ بِنَاءِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثاً۔ اَنْ یُؤتِیَہٗ حُکْماً یُصَادِفُ حُکْمَہٗ، وَمُلْکاً لَا یَنْبَغِیْ لِاَحدٍ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَنَّہٗ لَا یَأْتِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدَ اَحَدٌ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ فِیْہِ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَمَّا الْاِثْنَتَیْنِ فَقَدْ اُعْطِیَھُمَا وَاَرْجُوْ اَنْ یَکُوْنَ قَدْ اُعْطِیَ الثَّالِثُ۔ (الترغیب والترھیب للمنذری۔ ج:۲/ص:۲۰۶)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں۔ پہلی یہ کہ وہ مقدمات میں جو فیصلہ کریں وہ اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو۔ دوسری یہ کہ انہیں ایسی حکومت حاصل ہو جو ان کے بعد کسی اور کو نصیب نہ ہو۔ تیسری یہ کہ مسجد اقصیٰ میں جو شخص صرف نماز پڑھنے کے ارادے سے آئے اور نماز پڑھ کر نکلے تو گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے جیسے وہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رہی (پہلی) دو دعائیں تو وہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (حضرت سلیمان علیہ السلام) عطا کر دیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان کی تیسری دعا بھی قبول ہو گی۔

میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا کا سوال

حدیث شریف:۱۷

عن میمونۃ مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اَنَّھَا قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَفْتِنَا فِیْ

بَیْتِ الْمَقْدِسِ۔ فَقَالَ: اِئْتُوْهُ فَصَلُّوْا فِيْهِ۔ وَكَانَتِ الْبِلَادُ اِذْ ذَاكَ حَرْباً۔ فَاِنْ لَمْ تَأْتُوْهُ وَتُصَلُّوا فِيْهِ فَابْعَثُوْا بِزَيْتٍ يُسْرَجُ فِيْ قَنَادِيْلِهٖ (ابو داؤد۔ رقم: ۴۵۷)

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ کی آزاد کردہ باندی حضرت میمونہؓ بنت سعد نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بیت المقدس سے متعلق ہماری رہنمائی فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم وہاں جاؤ اور اس میں نماز ادا کرو۔ اس زمانے میں ان شہروں میں لڑائی چل رہی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ اگر تم وہاں جا کر نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں کے چراغوں کو روشن کرنے کے لئے تیل بھیجو۔

فائدہ: مسند احمد کی روایت (۲۷۶۲۶) میں ارض المحشر والمنشر کا اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہؓ کے جواب میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بیت المقدس حشر و نشر کی سرزمین ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بیت المقدس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں جاؤ اور نماز پڑھو، اور اگر کسی وجہ سے نہ جا سکو تو کم از کم تیل بھیج دو جو وہاں کے چراغوں میں جلانے کے کام آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو وہاں جا نہ سکے وہ وہاں کے قندیلوں کو روشن کرنے کے لئے تیل بھیج دے۔ اس لئے کہ وہاں کے لئے تیل بھیجنے والا بھی وہاں جانے والے کے مانند ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۴۰۷)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص خود بیت المقدس میں حاضری نہ دے سکے وہ کچھ سامان بھیج دے جو اس کی تعمیر یا ترمیم کے کام آئے تو اس کو بھی وہاں کی حاضری کا ثواب حاصل ہوگا۔

مقامِ اسراء

حدیث شریف: ۱۸

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال (فی حدیث

طویل یذکر فیه قصة الاسراء والمعراج): اُتِیتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْیَضُ طَوِیلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰی طَرَفِهٖ، قَالَ: فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰی اَتَیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ۔ (صحیح مسلم: ۴۱۱)

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے (ایک طویل حدیث میں اسراء اور معراج کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، جو ایک لمبا اور سفید چوپایہ ہے، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا ہے جہاں اس کی نظر کی آخری حد ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس پر سوار ہو کر چلا اور بیت المقدس پہنچا۔

فائدہ: آپ ﷺ کے بڑے بڑے معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسراء اور معراج کے سفر سے مشرف فرمایا۔ اسراء سے مراد آپ ﷺ کا رات کی ایک گھڑی میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف لے جانا، جس کا ذکر سورۃ الاسراء کی پہلی آیت میں اس طرح ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ اور معراج سے مراد مسجد اقصیٰ سے لے کر سدرۃ المنتھی تک کا سفر ہے۔ جو اللہ سبحانہٗ وتقدس کے دیدار، انبیائے کرام علیہم السلام کی ملاقات اور جنت وجہنم کے مشاہدہ پر مشتمل ہے۔

امامتِ انبیاء

حدیث شریف: ۱۹

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ (فی حدیث طویل یذکر فیه قصة الاسراء) قَدْ رَاَیْتُنِی فِی جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ... فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَمْتُهُمْ۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۴۳۰)

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے (ایک طویل حدیث میں اسراء کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا: میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی ایک جماعت میں دیکھا۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان کی امامت کی۔

فائدہ: اسراء کی شب جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پہلے سے آپ کے لئے جمع تھے۔ حضرت جبریلؑ نے آپ ﷺ سے نماز پڑھانے کی گذارش کی، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ثم دخلت بیت المقدس فجمع لی الانبیاء علیہم السلام، فقدمنی جبرئیل حتیٰ اممتھم۔

(سنن النسائی۔ رقم: ۴۵۱)

زمین کا ایک ٹکڑا دنیا ومافیہا سے بہتر

حدیث شریف: ۲۰

اخرج الحاکم وصححہٗ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

وَلَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَکُوْنَ لِلرَّجُلِ مِثْلُ بَسْطِ فَرْشِہٖ مِنَ الْاَرْضِ۔ حَیْثُ یَرٰی مِنْہُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ، خَیْرٌ لَّہٗ مِنَ الدُّنْیَا جَمِیْعاً۔ اَوْ قَالَ: خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا

(الدر المنثور۔ ج: ۹/ص: ۲۴۴)

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کے لیے زمین کا اتنا چھوٹا سا ٹکڑا جس پر وہ اپنا بستر بچھا سکے ایسی جگہ جہاں سے اس کو بیت المقدس نظر آتا ہو ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔ یا فرمایا: دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔

فائدہ: آج جو صورت حال ہے کہ یہودی دشمن ہر قیمت پر بیت المقدس اوراس کے ارد گرد کی مقدس سرزمین خریدنا چاہتا ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چودہ سو سال قبل ہی اس کی پیشین گوئی فرمادی تھی۔ ساتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہاں کے باشندوں کو یہ تاکید بھی فرمائی ہے کہ ایسے حالات میں ہرگز ہرگز کسی بھی قیمت پر اپنی زمین نہ بیچنا۔ حتیٰ کہ ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے مقابلے میں ساری دنیا اور دنیا کا سارا مال ومتاع بھی پیش کردیا جائے تب بھی یہ سودا نہ کرنا۔ اس لئے کہ اصلاً وہی لوگ بیت المقدس کے محافظ ہیں۔ اگر وہ خود اپنی زمینیں دشمن کے ہاتھ بیچ کر کہیں اور چلے جائیں تو پھر بیت المقدس بھی دشمن کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اللہ کی شان کہ گذشتہ ایک صدی سے یہودی دشمن اس کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے لیکن شہر القدس کے باسی اس مقدس ورثہ کو کسی بھی قیمت پر دینے کے لئے راضی نہیں۔

باب: ۳۔ ملکِ شام کے فضائل میں۔

ملکِ شام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

حدیث شریف: ۲۱

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوماً وَنَحْنُ عِنْدَہٗ: طُوْبیٰ لِلشَّامِ! اِنَّ مَلَائِکَۃَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَۃٌ اَجْنِحَتَھَا عَلَیْہِ- رواہ الترمذی و صححہ وابن حبان فی صحیحہٖ، والطبرانی با سناد صحیح ولفظہٗ: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَنَحْنُ عِنْدَہٗ: طُوْبیٰ لِلشَّامِ! قُلْنَا مَالَہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اِنَّ الرَّحْمٰنَ لَبَاسِطٌ رَحْمَتَہٗ عَلَیْہِ (الترغیب والترھیب۔ ج:۴/ص:۳۲)

ترجمہ: حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ایک روز ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: برکت اور سعادت ہے

ملکِ شام کے لیے! رحمٰن کے فرشتوں نے ملک شام کو اپنے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہم لوگ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: برکت اور سعادت ہے ملکِ شام کے لیے! ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شام کے لیے ایسا کس لئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رحمٰن نے ملکِ شام پر اپنی رحمت پھیلا رکھی ہے۔

فائدہ: احایث وآثار میں ملک شام سے مراد جزیرۃ العرب کے شمال مغرب میں واقع وہ پورا خطہ ہے جو آج چار ٹکڑوں (ملکوں) میں بٹا ہوا ہے۔ یعنی سوریا (جسے اہلِ اردو شام کہتے ہیں)، لبنان، اردن اور فلسطین۔

پسندیدہ سرزمین اور پسندیدہ بندے

حدیث شریف: ۲۲

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: اَلشَّامُ صَفْوَۃُ اللّٰہِ مِنْ بِلَادِہٖ، یَجْتَبِیْ صَفْوَتَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ۔ (معجم الکبیر للطبرانی۔ رقم: ۷۶۲۰)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ملک شام اللہ پاک کی منتخب زمین ہے۔ اللہ پاک اپنے پسندیدہ بندوں کو چن کر وہاں بساتے ہیں۔

فائدہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ملکِ شام تو تمام شہروں میں سے میرا منتخب خطہ ہے، اور میں تیری طرف منتخب بندوں کو پہنچاؤں گا۔ (معارف القرآن۔ ج: ۵، ص: ۴۴۳۔ بحوالہ قرطبی)

بہترین لوگ ملکِ شام جائیں گے

حدیث شریف: ۲۳

عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنہما قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: سَتَکُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرُ اِبْرَاهِيْمَ۔ رواہ ابوداؤد والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ و قال صحیح علیٰ شرط الشیخین۔ (الترغیب والترہیب للمنذری۔ج:۴/ص:۳۱)

ترجمہ: عبداللہ ابن عمروؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی۔ تو ساری روئے زمین کے بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کو اختیار کریں گے۔

فائدہ: آپ ﷺ کے زمانے میں مکہ سے مدینہ کی جانب جو ہجرت ہوئی، اس کے بعد فتنوں کے آخری زمانے میں ایک اور ہجرت ہوگی۔ مسلمان اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنے اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہوں پر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت دنیا کے بہترین لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ (ملکِ شام) کی جانب ہجرت کریں گے۔

شام اور اہلِ شام اللہ کی حفاظت میں

حدیث شریف: ۲۴

عن ابی حوالۃ و ھو عبداللّٰہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا اَجْنَادًا مُجَنَّدَةً، جُنْدٌ بِالشَّامِ وَ جُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ۔ قَالَ ابْنُ حَوَالَةَ: خِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ! فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالشَّامِ! فَاِنَّهَا

خِیْرَۃُ اللّٰہِ مِنْ اَرْضِہٖ۔یَجْتَبِیْ اِلَیْھَا خِیْرَتَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ۔فَاَمَّا اِنْ اَبَیْتُمْ فَعَلَیْکُمْ بِیَمَنِکُمْ،وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِکُمْ۔فَاِنَّ اللّٰہَ تَوَکَّلَ،وفی روایۃ:تَکَفَّلَ لِیْ بِالشَّامِ وَاَھْلِہٖ۔رواہ ابو داؤد وابن حبان فی صحیحہ والحاکم،وقال صحیح الاسناد۔(الترغیب والترھیب۔ج:۴/ص:۳۰)

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا انجام آگے چل کر یہ ہوگا کہ تم لوگ(ہجرت کے اعتبار سے) بڑے بڑے لشکر اور بڑے بڑے گروہ بن جاؤ گے۔ ایک گروہ ملک شام جائے گا،ایک یمن جائے گا اور ایک عراق۔ابن حوالہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو میرے لئے ہجرت کی کوئی جگہ پسند فرما دیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا:ملکِ شام کو لازم پکڑنا(وہاں چلے جانا) اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منتخب اور پسندیدہ زمین ہے،اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے بندوں میں سے ان ہی کو پسند فرماتے ہیں جو ان میں سب سے بہتر ہوں۔اور اگر تم وہاں ہجرت کر کے جا نہ سکو تو(دوسرے درجہ میں) یمن چلے جاؤ اور وہاں اپنے تالابوں سے پانی پیو۔لیکن سنو!اللہ تعالیٰ نے میری رعایت میں شام اور اہل شام کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور کفالت قبول کی ہے۔

ملکِ شام کے لئے برکت کی دعا

حدیث شریف:۲۵

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال:قال النبی ﷺ:اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا،اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا۔قَالُوْا:یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!وَفِیْ نَجْدِنَا؟

فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ: هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔
رواہ البخاری۔(مشکوٰۃ المصابیح۔رقم: ۶۲۷۱)

ترجمہ:

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اور ہمارے نجد میں اے اللہ کے رسول! راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ شاید آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ پوچھنے پر کہا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے آئیں گے اور فتنے جنم لیں گے، اور وہیں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔

ملک شام میں ابدال رہتے ہیں

حدیث شریف: ۲۶

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: اَلْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ۔ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلاً، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلاً، يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔ (مسند احمد۔رقم: ۸۹۶)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابدال ملکِ شام میں ہوتے ہیں۔ وہ کل چالیس مرد ہوتے ہیں، جب ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرما دیتے ہیں۔ ان کی دعاؤں سے بارش برسائی جاتی ہے، ان کے وسیلے سے دشمنوں پر فتح نصیب ہوتی ہے، اور ان ہی کے وجود کی برکت سے اہلِ شام پر سے عذاب کو ہٹا لیا جاتا ہے۔

دورِ فتن میں ایمان ملکِ شام میں ہوگا

حدیث شریف: ۲۷

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلَا وَاِنَّ الْاِیْمَانَ حِیْنَ تَقَعُ الْفِتَنُ بِالشَّامِ۔ (مسند احمد۔ رقم: ۲۱۷۸۱)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! جب (ہر جگہ) فتنے رونما ہونے لگیں گے تو ایمان ملکِ شام میں رہے گا۔

ایمان والوں کا مرکز ملکِ شام میں ہوگا

حدیث شریف: ۲۸

عن جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ اَنَّ سَلَمَۃَ بْنَ نُفَیْلٍ رضی اللہ عنہ اَخْبَرَھُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اَلَا اِنَّ عُقْرَ دَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالشَّامِ (مسند احمد۔ رقم: ۱۶۹۶۴)

ترجمہ: جبیر بن نفیرؒ سے مروی ہے کہ سلمہ بن نفیلؓ نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! ایمان والوں کا مرکز ملکِ شام میں ہوگا۔

اہلِ شام تمام کے تمام مرابط ہیں

حدیث شریف: ۲۹

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَھْلُ الشَّامِ وَاَزْوَاجُھُمْ وَذَرَارِیُّھُمْ وَعَبِیْدُھُمْ وَاِمَاؤُھُمْ اِلٰی مُنْتَھَی الْجَزِیْرَۃِ مُرَابِطُوْنَ۔ فَمَنْ نَزَلَ مَدِیْنَۃً مِنَ الْمَدَائِنِ فَھُوَ فِیْ رِبَاطٍ، اَوْ ثَغْرًا مِنَ الثُّغُوْرِ فَھُوَ فِیْ جِھَادٍ۔ رواہ الطبرانی۔ (الترغیب والترھیب للمنذری۔ ج: ۴/ص: ۳۲)

ترجمہ: حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملکِ شام والے، ان کی بیویاں، ان کے بچے، ان کے غلام اور ان کی باندیاں سب کے سب جزیرہ کے کنارے تک مرابط ہیں۔ پہرہ دار، نگہبان اور محافظ ہیں۔ جو شخص ملک شام کے کسی شہر میں پڑاؤ ڈالتا ہے وہ رباط میں رہتا ہے۔ اور جو اس کی کسی سرحدوں میں سے کسی ایک سرحد کے پاس قیام کرتا ہے وہ جہاد میں رہتا ہے۔

فائدہ: ملکِ شام اپنی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت کے اعتبار سے مسلمانوں کے علاوہ یہود و نصاریٰ کے نزدیک بھی نہایت اہم ہے۔ وہ اس پر اپنا قبضہ چاہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اہلِ شام پر ہمیشہ دشمن کے حملے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اہل شام تمام کے تمام پہرے دار ہیں۔ پس شام کی کسی سرحد پر یا کسی شہر میں قیام کرنے والے اگر جہاد و رباط کی نیت رکھیں تو انہیں اس کا اجر حاصل ہوگا۔

اہلِ شام زمین میں اللہ کا درہ ہیں

حدیث شریف: ۳۰

عن خُریم بن فاتک رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ: اَھْلُ الشَّامِ سَوْطُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ یَنْتَقِمُ بِھِمْ مِمَّنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ رواہ احمد والطبرانی ورواتھما ثقات۔ (الترغیب والترھیب للمنذری۔ ج:۴/ص:۳۳)

ترجمہ: خریم ابن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اہلِ شام زمین پر اللہ کا دُرّہ (کوڑا) ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ پاک اپنے بندوں میں سے جس سے چاہے انتقام لیتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اہل شام اللہ پاک کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ پاک ان لوگوں کو سزا دیتے ہیں جو اس کی زمین پر اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔

وروی عبداللہ بن مسلمة بن هرمز عن مجاهد عن تبیع عن کعب قال: اهل الشام سیف من سیوف اللہ، ینتقم اللہ بهم ممن عصاه فی ارضہٖ۔ (فضائل الشام لابن رجب الحنبلی۔ص:۷۵)

باب: ۴۔ جہاد ورباط کے فضائل میں۔

نبی کریم ﷺ کی تمنائے شہادت

حدیث شریف: ۳۱

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلَ، ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلَ، ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلَ۔ (صحیح البخاری۔رقم:۲۷۹۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں تمنا کرتا ہوں کہ میں اللہ پاک کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو جاؤں۔

کون سب سے افضل؟

حدیث شریف: ۳۲

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مُؤْمِنٌ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ۔

قَالُوْا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ۔ (صحيح البخاري۔ رقم: ۲۷۸۶)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کون شخص سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤمن جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ مؤمن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں ٹھہرا ہو، اللہ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہو۔

مجاہد فی سبیل اللہ کی جنت

حدیث شریف: ۳۳

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ اَرَاهُ فَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهُ تُفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔ (صحيح البخاري۔ رقم: ۲۷۹۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار فرمایا ہے۔ ان میں سے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ پس جب تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔ اس لئے کہ وہ جنت کے درمیان ہے اور سب سے اونچی جگہ ہے، (آگے راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ نے یوں فرمایا تھا کہ) اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

جنت تلواروں کے سائے میں

حدیث شریف: ۳۴

عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عمر بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ - وَکَانَ کَاتِبَہٗ - قَالَ: کَتَبَ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اَبِی اَوْفٰی رضی اللّٰہ عنہما: اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ۔ (صحیح البخاری۔ رقم: ۲۸۱۸)

ترجمہ: حضرت سالم ابوالنضر عمر بن عبید اللہ کے آزاد کردہ غلام اوران کے کاتب سے مروی ہے کہ عمر بن عبید اللہ کے پاس عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ نے لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھی طرح جان لو! جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

فائدہ: ابوبکر ابن ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو دشمن کے سامنے حالتِ جنگ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کے دروازے بالیقین تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ توقوم کے ایک پراگندہ حال شخص نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ وہ شخص اپنے لوگوں کے پاس گیا اوران سے کہا: میں تمہیں سلام کہتا ہوں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی اوراس سے لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

(سنن ترمذی: ۱۶۵۹)

اللہ کے راستے میں تھوڑی دیر قتال کرنا

حدیث شریف: ۳۵

عَنْ مُعَاذِ بِنِ جبل رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ، وَمَنْ جُرِحَ

جُرِحَ جُرْحاً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً، فَاِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ، لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ، وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ. هٰذا حديث صحيح۔ (سنن الترمذی۔ رقم:١٦٥٦)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان صرف اونٹنی کا دودھ دوہتے ہوئے مٹھی کھولنے اور بند کرنے کے درمیانی وقفے کے بقدر ہی اللہ کے راستے میں قتال کرے اس کے لئے بھی جنت واجب ہوجائے گی۔ اور جو مسلمان اللہ کے راستے میں زخمی ہوجائے یا راہِ خدا میں اسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کا زخم جیسا تھا اس سے زیادہ گہرا ہوگا۔ اس زخم کا رنگ زعفرانی ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

مجاہد کے ساتھ اللہ کی مدد

حدیث شریف:٣٦

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ: اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيْدُ الْاَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيْدُ الْعَفَافَ. هٰذا حديث حسن۔ (سنن الترمذی۔ رقم:١٦٥٥)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ پاک نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے: ایک اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا شخص، دوسرا زرِ مکاتبت ادا کرنے کی نیت رکھنے والا مکاتب غلام اور تیسرا پاکدامنی کے ارادے سے نکاح کرنے والا شخص۔

وہ رات جو شب قدر سے بھی افضل

حدیث شریف:۳۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِلَیْلَۃٍ اَفْضَلَ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ؟ حَارِسُ حَرْسٍ فِیْ اَرْضِ خَوْفٍ لَعَلَّہٗ اَلَّا یَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِہٖ۔ (سنن النسائی۔رقم:۸۸۶۸، مستدرک للحاکم۔رقم:۲۴۷۹)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی رات کے بارے میں نہ بتاؤں جو لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے؟ وہ رات جس میں پہرے دار نے ایسے خوف کے عالم میں پہرا دیا ہو کہ گویا وہ اب اپنے گھر والوں کے پاس واپس نہ لوٹ سکے گا۔

(کنزالعمال مترجم۔رقم ۱۰۷۱۲)

اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط

حدیث شریف:۳۸

عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ ھٰذا حدیث صحیح (سنن الترمذی۔رقم:۱۶۶۳)

ترجمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرے داری کرنا دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط ایک مہینہ کے نفل روزوں اور نفل نمازوں سے افضل اور بہتر ہے۔ اور جو شخص حالتِ رباط میں انتقال کر جائے وہ قبر کے عذاب سے بچا لیا جائے گا اور اس کے لئے اس کے عمل کے اجر وثواب کو روز قیامت تک بڑھایا جاتا رہے گا۔ (سنن ترمذی:۱۶۶۵)

جام شہادت نوش کرنا کتنا آسان

حدیث شریف:۳۹

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا یَجِدُ الشَّہِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَۃِ۔ ھٰذا حدیث حسن غریب صحیح۔ (سنن الترمذی۔ رقم:۱۶۶۸)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل کے وار سے صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تکلیف کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس ہوتی ہے۔

جو صدق دل سے شہادت مانگے

حدیث شریف:۴۰

عن معاذ بن جبل، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: مَنْ سَاَلَ اللّٰہُ الْقَتْلَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَادِقاً مِنْ قَلْبِہٖ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اَجْرَ الشَّہِیْدِ۔ ھٰذا حدیث حسن صحیح (سنن الترمذی۔ رقم:۱۶۵۳)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس کے راستے کی شہادت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔

اللّٰہم ارزقنا شہادۃ فی سبیلک واجعل موتنا ببلد حبیبک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آمین یارب العالمین۔

ہم کیا کریں؟

از : حضرت مولانا اعجاز خان رشادی دامت برکاتہم
استاذ دار العلوم سبیل الرشاد، بنگلور۔

بہر حال اس وقت ہمارے کرنے کا پہلا کام یہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان فلسطین کے مسلمانوں کے ساتھ اپنی ہم آہنگی اور تعاون کا اظہار کریں، تاکہ انہیں یہ محسوس ہو کہ اس مسئلہ میں ہم اکیلے نہیں بلکہ پورا عالم اسلام ہمارے ساتھ ہے۔ آج کی دنیا رائے عامہ کی بنیاد پر فیصلہ کرتی ہے، اس لیے دنیا کے جملہ مسلمان اور خاص طور سے ہندوستان کے مسلمان فلسطین اور اہل فلسطین کی حمایت میں اپنی آواز کو بلند کریں، اور ضمیر کو جھنجوڑنے کی کوشش کریں، وہ مغربی ممالک اور یو۔ این۔ او، وہ سلامتی کونسل، جو اپنے من مانے مقاصد کے لیے خودساختہ مسائل کے لیے، امن و آشتی کا ڈھونڈھورا پیٹتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں وہاں کے لوگوں پر اپنے فیصلے مسلط کر دیتے ہیں، انکی نگاہوں کے سامنے فلسطینی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ فلسطین کے حق میں اس زور و شور سے اور پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا ضروری ہے کہ سلامتی کونسل فلسطین کے مسئلے میں حق و انصاف کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو، اور فلسطینیوں کو ان کا حق دلائے۔ انکی جو زمینیں چھینی گئی ہیں وہ انہیں واپس کریں، نیز اسرائیل اور اس کے آقاؤں کے اقدامات پر بندس قائم کریں، اسی کے ساتھ ساتھ ہم سب مل کر بارگاہ الٰہی میں دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ قدس کے باشندوں کی حفاظت فرمائے انہیں ان کا چھینا ہوا وقار واپس دلائے، یہودیوں کے نرغے سے مسجد اقصیٰ کے نکلنے کے اسباب پیدا فرمائے آمین۔ دعا سے پہلے دعا کی قبولیت کے اسباب بھی ہمیں اختیار کرنا چاہئے۔

ہم اپنی نسلِ نو کو اسلامی تعلیمات اور ایمانی عقائد سے آراستہ کرنے کی فکریں کریں، غزہ کے بچوں کا ایمان و یقین اپنے بچوں میں پیدا کریں، جن کی ایک معصوم بچی پورے خاندان سے محروم ہو کر بھی یہ کہہ سکتی ہے کہ مجھے ماں باپ اور بھائی بہنوں سے بچھڑ کر تنہا رہ جانے کا افسوس نہیں ہے، مجھے تو القدس کی توہین کا غم ستا رہا ہے، ان بچوں کی عزیمت و غیرت کو سارے عالمِ اسلام کا سلام پہنچے۔ دعائیں کیجئے۔ اور اپنا فضول مال ان تک نہیں پہنچا سکتے تو ان کی طرف سے ان کے لیے صدقہ کیجئے۔ کم از کم وہ مال رب کی معصیت و نافرمانی میں صرف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فلسطینیوں کی قربانیوں کو قبول فرما کر اس کے بدلے میں مسجد اقصیٰ کی حفاظت فرمائے اور غاصبین کے قبضے سے نکال کر وہاں مخلص مجاہدین کی اسلامی مملکت قائم فرمائے۔

فلسطین سے محبت کیوں؟

آپ کے بچے آپ سے پوچھیں یا نہ پوچھیں آپ انہیں یہ ضرور بتائیں کہ ہم فلسطین سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ :

۱۔ فلسطین انبیائے کرام علیہم السلام کا مسکن اور سرزمین رہی ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فلسطین کی طرف ہجرت فرمائی ہے۔

۳۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سرزمین کو فتح کیا اور اس میں سکونت اختیار فرمائی۔

۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی ملک سے ساری دنیا پر حکومت فرمایا کرتے تھے۔

۵۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا محراب بھی اسی شہر میں ہے۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ملک کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مقدس شہر میں داخل ہو جاؤ۔

۷۔ اس شہر میں کنواری بی بی حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

ولادت مبارکہ ہوئی ہے۔

۸۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودیوں نے قتل کرنا چاہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اسی شہر سے آسمان پر اٹھالیا تھا۔

۹۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زمین پر واپس تشریف آوری اسی ملک کے شہر دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینار کے پاس ہوگی۔

۱۰۔اسی شہر کے مقام ''باب لِد'' پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح دجال کو قتل کریں گے۔

۱۱۔فلسطین ہی ارض محشر ہے۔

۱۲۔فلسطین کو نماز کی فرضیت کے بعد مسلمانوں کا قبلہ اول ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

۱۳۔حضورِ اکرم ﷺ معراج کی رات آسمان پر جانے سے پہلے مکہ مکرمہ سے مسجدِ اقصیٰ بیت المقدس (فلسطین) تشریف لے گئے تھے۔

۱۴۔سرکار دوعالم ﷺ کی اقتداء میں انبیائے کرام علیہم السلام نے یہاں نماز ادا فرمائی۔

۱۵۔سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ زمین پر سب سے پہلی مسجد کونسی بنائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجدِ حرام، میں نے عرض کیا کہ پھر کونسی مسجد بنائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے پھر عرض کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنا وقفہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس برس کا۔اور تو جہاں بھی نماز کا وقت پالے وہیں نماز ادا کرلے، پس وہ مسجد ہی ہے۔

۱۶۔دور فاروقی میں دنیا بھر کی فتوحات کو چھوڑ کر محض فلسطین کی فتح کے لیے خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا چل کر جانا اور وہاں جا کر نماز ادا کرنا اس شہر کی عظمت کو اجاگر کرتا ہے۔

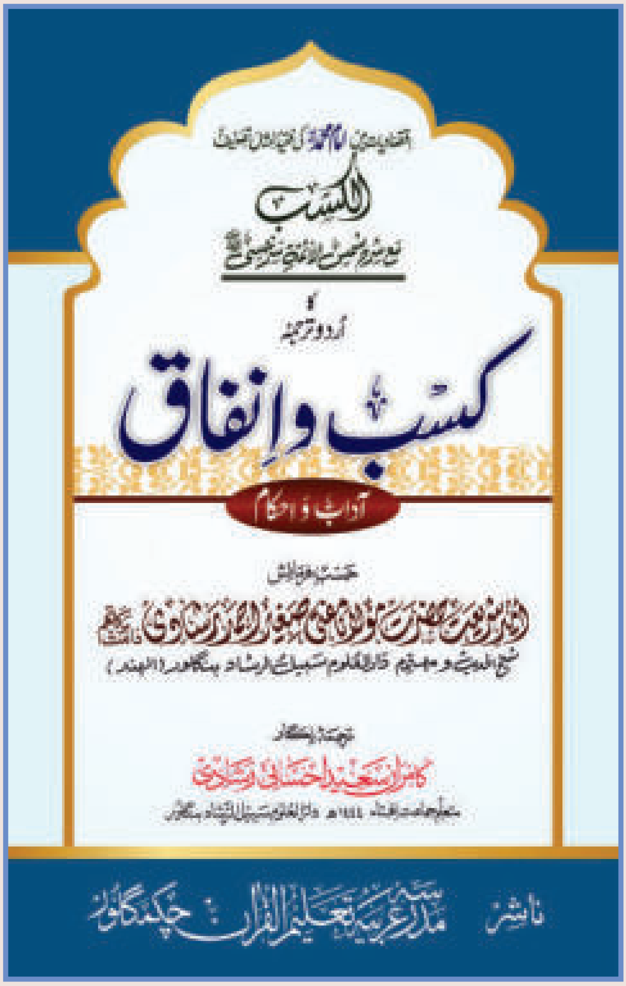
۱۷۔دوسری بار بعینہ معراج کی رات بروز جمعہ ۲۷ رجب ۵۸۳ھ ہجری کو صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں اس شہر کا دوبارہ فتح ہونا بھی ایک نشانی ہے۔

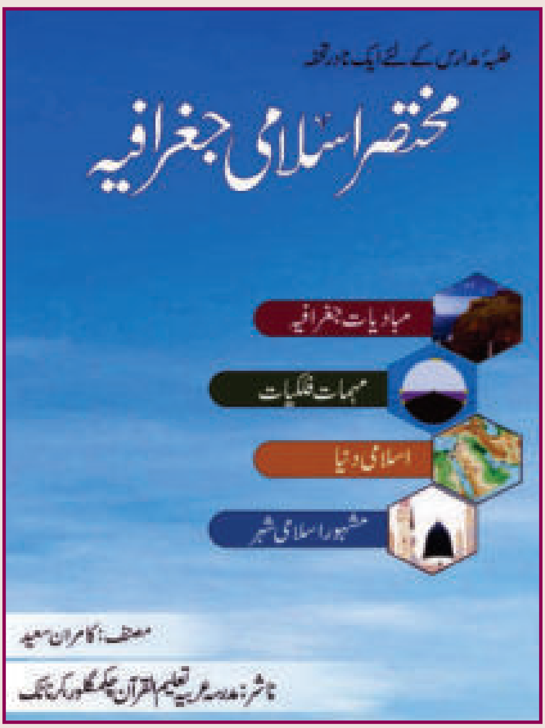
۱۸۔ بیت المقدس کا نام قدس قرآن سے پہلے ہوا کرتا تھا، قرآن نازل ہونے کے بعد اس کا نام مسجد اقصیٰ رکھا گیا، قدس اس شہر کی تقدیس کی وجہ سے ہے، جو اسے دوسرے شہروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس شہر کے حصول اور اسے رومیوں کے جبر و استبداد سے بچانے کے لیے پانچ ہزار سے زیادہ صحابہ کرام نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اور شہادت کا باب آج تک بند نہیں ہوا۔ سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے۔ یہ شہر اسی طرح شہیدوں کا شہر ہے۔

۱۹۔ مسجدِ اقصیٰ اور بلاد شام کی اہمیت حرمین شریفین جیسی ہے جب قرآن پاک کی آیت والتين والزيتون وطور سينين وهذا البلد الامين اتری تو ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے بلاد شام کو التین سے، بلاد فلسطین کو زیتون سے، اور مصر کے پہاڑ کوہ طور کو (جس پر جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کلام کیا کرتے تھے) وطور سینین سے استدلال کیا۔

۲۰۔ قرآن کریم کی آیت مبارکہ ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصالحون سے یہ استدلال کیا گیا کہ امت محمدیہ حقیقت میں اس مقدس سرزمین کی وارث ہے۔

۲۱۔ فلسطین کی مسجد اقصیٰ میں پڑھی جانے والی ہر نماز کا اجر پانچ سو گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔





MADRASA-E-ARABIA TALEEMUL QURAAN

UPPALLI, INDAVARA POST,
CHIKMAGALUR.